Al-Qalam القلم

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:27, Issue:1, 2022, pp. 103-116

ابتدائی غزوات سے متعلقہ آیات قرآنیہ کی تفسیر میں آثار صحابہ سے استدلال کی اہمیت

The Importance of Aasar e Sahaba for the interpretation of Qur'anic Verses related to the Initial Ghazawat

Muhammad Zahid Zaheer Iqbal
PHD Scholar,
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan
Email: mzahidzahir@gmail.com

Dr. Hafiz Hassan Madni
Associate Professor,
Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan

KEYWORDS

Aasar, Sahabah, Ghazawat,Quranic Commandments, Direct Wtness, Sources Of Interpretation.

Date of Publication: 26-06-2022

ABSTRACT

There are different sources which have the basic status for the interpretation of the Islamic commands and revealed material. Quran and Sunnah are the very basic two sources and the sayings of Sahabah are the third source for the interpretation of the Islamic commandments and practices. These interpretive sayings of Sahabah are known as "Aasar". These interpretive sayings of Sahabah which are called "Asaar_e_Sahabah" have great significance in the interpretation of the Holy Quran. We have discussed the importance of such Aasar related to the initial Ghazawat . It will highlight the importance of Aasar_ e_ Sahabah for the interpretation of the Quranic verses which were revealed about these battles known as Ghazawat. There are many questions which were to be answered and queries to be addressed about the details of Ghazawat. While Sahabah were the direct participants of these Ghazawat. They took part in these Ghazawat and witnessed the revelations related to them. They also received the interpretive sayings of Holy Prophet which related to these incidents and described them in their own words accordingly. It is why the sayings of Sahabah have vital role for the interpretive purpose of verses related to Ghazawat.

تمہید

اسلام دین حنیف ہے۔ اور اس میں بیان کردہ احکامات تدریج وتیسیر کے ساتھ ساتھ تمام لازمی وقتی وابدی امور کو محیط ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں تعبیر و تشریح کے لیے قرآن حکیم کو اولین مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔ حدیث اور آثار صحابہ کو اس کے بعد بالترتیب دوسری اور تیسری مصدری حیثیت اور مقام حاصل ہے۔ آثار صحابہ سے تفسیر قرآن میں ایسی توضیحات ملتی ہیں جو کسی بھی دوسرے ذریعہ سے ملنا ممکن نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مدنی حیات مبارکہ کا ایک حصہ غزوات پر مشتمل ہے۔ یہ غزوات وحی الہی کی روشنی میں لڑی گئیں۔ اس موقعہ پر نازل ہونے والی آیات مبارکہ کا خاص شان نزول اور توضیح ہوتی تھی۔ ان امور سے صحابہ سے زیادہ کوئی دوسرا واقف نہ تھا۔ اسی بنا پر آیات قرآنیہ کی تفسیر وتوضیح کے معاملہ میں آثار صحابہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اردو تفسیری ادب میں اس حوالہ سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تحریر میں ہم اردو تفاسیر میں ابتدائی غزوات سے متعلقہ آیات قرآنیہ کی تفسیر میں مروی اقوال صحابہ کا جائزہ لیں گے۔ اور اس کی تفسیری اہمیت کو اجاگر کریں گے۔

مدینہ منورہ میں قتال کا حکم

مدینہ طیبہ میں کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل اسلام کو قتال کا حکم بھی جاری ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مظلوم مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اوپر کئے گئے ظلم کا بدلہ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے قتال کا حکم جاری فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

" أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا "۔[1]

مظلوم لوگوں کو اب لڑائی کی اجازت دے دی گئی ہے۔

اسی اجازت کے پیش نظر کئی غزوات نبی ﷺ نے کفار و مشرکین کے خلاف لڑے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک سریہ نخلہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی تفسیر کے دوران اردو مفسرین نے پیش کیا ہے۔ اس بابت نازل ہونے والی آیت کریمہ کی تفسیر میں امام ابن کثیر حضرت ابن عباسؓ کا اثر اس طرح سے نقل کرتے ہیں:

"عن ا بن عباس فی قول اللّٰہُ، يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِير ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ صَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَدُّوهُ عَنِ المسجد في شهر حرام، قال :فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ فِي شَهْرٍ حَرَامٍ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَعَابَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِتَالَ فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَقَالَ اللَّهُ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْقِتَالِ فِيهِ۔"[2]

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو روکا اور انہیں حرمت والے مہینوں میں مسجد حرام سے دور رکھا۔ کہتے ہیں تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اگلے سال حرمت والے مہینے میں فتح دے دی۔ یوں مشرکین نے اللہ کے رسول ﷺ پر عیب لگانا چاہا کہ وہ حرمت والے مہینے میں بھی قتال کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے سے روکنا اور اللہ کا کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے ہاں اس حرمت والے مہینے میں قتال سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔

غزوہ بدر کبریٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں غزوہ بدر کا ذکر کیا ہے۔ سورہ الانفال میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:
"وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ۔ "[3] اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ ابوسفیان اور ابوجہل کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا مسخر ہو جائے گا۔

جنگ بدر کے اسباب بیان کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ "علی بن ابی طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما نے "واذ یعدکم اللہ احدیٰ الطائفتین" کی تفسیر میں فرمایا ابوسفیان تجارتی قافلہ لے کر شام سے مکہ مکرمہ کی طرف جارہا تھا۔ اہل مدینہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے۔ اہل مکہ کو یہ خبر پہنچ گئی تو وہ بہت عجلت میں قافلہ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب اس قافلہ پر غالب نہ آجائیں۔ ادھر وہ قافلہ حملہ کی زد سے باہر نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا۔ صحابہؓ کے نزدیک قافلہ پر حملہ کرنا زیادہ آسان اور زیادہ پسندیدہ تھا اور اس میں مال غنیمت کے حصول کی زیادہ توقع تھی۔ جب وہ قافلہ مسلمانوں کے حملہ کی زد سے باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لشکر کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا جو ابوسفیان کے قافلہ کی حفاظت کے قصد سے مدینہ کی سرحد پر پہنچ چکا تھا۔ مسلمانوں کو ان کی عددی کثرت اور اسلحہ کی فراوانی کی وجہ سے ان سے مقابلہ کرنا ناگوار لگا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔"[4]

بدر کے میدان میں فرشتوں سے مدد

اللہ تعالیٰ نے بدر کے میدان میں فرشتوں کے ذریعے سے مدد فرمائی۔ اللہ تعالی نے فرمایا "انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین"۔ اس کی تفسیر میں حافظ عبدالسلام بھٹوی لکھتے ہیں کہ " صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا "یہ جبرئیل ہیں۔ اپنے گھوڑے کے سر یعنی لگام کو پکڑے ہوئے ہیں۔ لڑائی کے ہتھیار پہنے ہوئے ہیں۔"[5]

حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن نبی ﷺ نے مشرکین کی تعداد کی طرف دیکھا اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا تو وہ تین سو اور کچھ تھے۔ پھر آپ نے قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کی اے اللہ! تونے

مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا فرما۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح دعا فرما رہے تھے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی چادر کندھے سے ڈھلک گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی چادر پکڑ کر آپ کے کندھے پر رکھی اور آپ سے لپٹ گئے۔ اور کہا اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں آپ نے اللہ عز و جل سے بہت فریاد کر لی ہے۔ عنقریب آپ کا رب آپ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اور یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی کہ میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمانے والا ہوں۔"[6]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "ابو جہل نے بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر کہا کہ ان لوگوں کو قتل نہ کرو زندہ گرفتار کر لو تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں نے ہمارے دین پر طعن کی تھی اور لات و عزیٰ سے منحرف ہوئے تھے اس پر یہ آیت اتری:

"إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔"[7]

جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتا ہوں تو ان کے سر مار کر اڑادو اور ان کا پور پور مار کر توڑ دو۔[8]

غزوہ بدر میں شیطان بھی مشرکین کی ڈھارس بندھانے کے لئے ان کے ساتھ تھا۔ وہ سراقہ بن مالک کی صورت میں ایک لشکر کے ساتھ نمودار ہوا اور کفار سے کہا کہ آج کے دن تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب اس نے اللہ کے فرشتوں کو دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ مفتی شفیع عثمانی لکھتے ہیں: "امام ابن جریر نے بروایت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ شیطان نے جو اس وقت بشکل انسانی سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنے شیطانی لشکر کی قیادت کر رہا تھا۔ جب جبرئیل امین اور ان کے ساتھ فرشتوں کا لشکر دیکھا تو گھبرا اٹھا۔ اس وقت اس کا ہاتھ ایک قریشی جوان حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا فوراً اس سے اپنا ہاتھ چھڑا کر بھاگنا چاہا۔ حارث نے ٹوکا کہ یہ کیا کرتے ہو تو اس کے سینہ پر مار کر حارث کو گرا دیا۔ اور اپنے شیطانی لشکر کو لے کر بھاگ پڑا۔ حارث نے اس کو سراقہ سمجھتے ہوئے کہا کہ اے عرب کے سردار سراقہ! تو نے تو یہ کہا تھا کہ میں تمہارا حامی اور مددگار ہوں۔ اور عین میدان جنگ میں یہ حرکت کر رہے ہو۔ تو شیطان نے بشکل سراقہ جواب دیا۔ "انی بریء منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ "یعنی میں تمہارے معاہدہ سے بری ہوتا ہوں کیونکہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تمہاری آنکھیں نہیں دیکھتیں مراد فرشتوں کا لشکر تھا۔ اور یہ کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اس لئے تمہارا ساتھ چھوڑ رہا ہوں۔"[9]

جنگ بدر کے اسیر مشرکین

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قید ہونے والے مشرکین کے متعلق بھی آیات نازل کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ"[10] پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک کافروں کو قتل کر کے زمین میں کثرت سے خون نہ بہائے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو عبرتناک شکست دی ان کے ستر صنادید مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے۔ ان قیدیوں کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے فدیہ لیا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر خفاء کا اظہار کیا مگر وہ بھی اللہ کے فیصلہ میں ہی تھا۔ اس بابت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول سید احمد حسن نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے:"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صحیح قول کے موافق آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ میں پہلے سے یہ لکھ چکا تھا کہ اس امت کے ہاتھ بہت ساماں لگے گا۔ اور یہ ان کے واسطے حلال ہو گا۔ بخلاف اگلی امتوں کے کہ مال غنیمت ان پر حرام تھا اگر علم الٰہی کے موافق لوح محفوظ میں یہ بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو فدیہ کے مشورہ دینے والوں پر عذاب نازل ہو جاتا۔ اس عتاب کو سن کر مسلمانوں نے فدیہ لینے سے ہاتھ روک لیا اور جی میں ڈرے تو اللہ پاک نے لوح محفوظ کے لکھے کے موافق پھر یہ فرمایا جو تمہیں مال غنیمت حاصل ہوا ہے وہ بالکل پاک و حلال ہے اسے اچھی طرح کھاؤ پیو۔"[11]

یہود کے قبیلے بنو قینقاع سے معرکہ

مدینہ طیبہ میں نبی ﷺ تشریف لائے اور ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس وقت یہود کے تین قبائل آباد تھے۔ یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو پہچانتے تھے لیکن آپ ﷺ پر حسد کی بناء ایمان نہ لاتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب بدر میں فتح و کامرانی نصیب ہوئی تو یہود کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ اپنے معاہدات امن و تعاون کو فراموش کرنے لگے اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی مصالحت میں کمزوری دکھانے لگے۔ آپ ﷺ نے بدر کے معرکے کے بعد یہود سے کہا کہ اسلام قبول کرو اور اپنی شرارتوں سے باز آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے بنو قینقاع کے ساتھ غزوہ کا ذکر یوں کیا ہے:"قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ"[12]۔ اے پیغمبر! کافروں سے کہہ دو کہ تم دنیا میں بھی عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور آخرت میں جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بری جگہ ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے غزوہ بنو قینقاع کے متعلق آثار صحابہؓ کو بیان کیا ہے۔ حافظ لقمان سلفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد یہود مدینہ ہیں، اس کے شانِ نزول کے بارے میں ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے تو بنو قینقاع کے بازار میں تمام یہودیوں کو جمع

کیا۔ اور کہا کہ اے جماعت یہود! تم لوگ اسلام لے آؤ قبل اس کے کہ تمہارا وہی انجام ہو جو اہل قریش کا ہوا۔ تو انہوں نے کہا اے محمد! تم اس بات سے دھوکے میں نہ آجاؤ کہ مٹھی بھر جنگ سے ناواقف قریشیوں کو قتل کر کے آگئے ہو۔ اگر ہم سے جنگ ہوئی تو سمجھ جاؤ گے کہ کون لوگ ہیں؟ ہم جیسوں سے ابھی تمہیں سابقہ نہیں پڑا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا کہ بنو قریظہ قتل کر دئے گئے، بنو نضیر کو جلاوطن ہونا پڑا، اور خیبر فتح ہوا، اور باقی لوگوں پر جزیہ لگا دیا گیا۔"[13]

غزوہ احد

جنگ بدر کے بعد کفار اپنی شکست پر اپنے زخموں کو چاٹتے رہے اور غصہ میں پیچ تاؤ کھاتے رہے۔ ان کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ ایک ہی لحظہ میں ان کے ستر صنادید مارے گئے یہ سوچ کر ان کے کلیجے حلق کو آجاتے تھے۔ ان کی عورتیں مرثیے پڑھ کر نوحہ کرتیں۔ پھر ایک سال بعد ہی احد کے میدان میں مکمل تیاری کے ساتھ مشرکین مکہ شکست کا بدلہ لینے کے لئے آجاتے ہیں۔ جس سے اسلامی تاریخ نبوی ﷺ میں غزوہ احد بپا ہوا۔ اس کی تفاصیل بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کی ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۔"[14]

جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو خدا کے راستے سے روکیں۔

مشرکین مکہ نے انتقام لینے کے لئے اپنی مالی و جانی تیاریاں کیں۔ اسلحہ و سواریوں کو تیار کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی مشرکین مکہ کی تیاریوں کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے اصحاب رسول ﷺ کو جمع کیا اور ان سے مشورہ لیا۔ سب نے آپ ﷺ کی معیت میں نکلنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک گروہ منافقین کا تھا جن کا ذکر سورہ احد کے تذکرہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا ہے۔ وہ بہانے بنا کر اللہ کے رسول ﷺ کو میدان جنگ میں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ان کا سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا جو رئیس المنافقین تھا۔ اللہ تعالیٰ غزوہ احد کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔"[15] اور اس وقت کو یاد کرو جب تم صبح کو اپنے گھر روانہ ہو کر ایمان والوں کو لڑائی کے لیے مورچوں پر متعین کرنے لگے اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں منافقین کے غدر کا ذکر ہے۔ سید احمد حسن دہلوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اثر سے بیان کرتے ہیں: "خزرج قبیلہ کی ایک شاخ بنی سلمہ اور اوس قبیلہ کی ایک شاخ بنی حارثہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی جس وقت عبد اللہ بن ابی منافق نے لوگوں کو بہکا کر میدان جنگ سے مدینہ کی واپسی کی صلاح دی تو بنی سلمہ اور بنی حارثہ نے بھی مدینہ کی واپسی کا دل میں خیال کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ مقلب القلوب نے فوراً ان کے دلوں کو پھیر دیا اور

وہ عبداللہ بن ابی کے ساتھ مدینہ واپس نہیں گئے اسی واسطے فرمایا کہ اللہ ان کا دوست دار تھا کہ ان کو اتنے بڑے گناہ سے بچالیا۔"[16]

نبی ﷺ احد کے میدان میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک دستہ تیر اندازوں کا احد کے درہ میں بٹھادیا تا کہ عقب سے دشمن کے وار سے بچا جائے۔ اس دستے کو جو پوزیشن دی گئی تھی جنگ میں اس کی بہت بڑی حیثیت تھی۔ جس کا اندازہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے بیان سے ہوتا ہے اور نبی ﷺ کی جنگی حکمت عملی اجاگر ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

> "جس دن ہمارا مشرکوں سے مقابلہ ہوا نبی ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک لشکر احد پہاڑ پر بٹھادیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنادیا اور فرمایا تم اس جگہ سے نہ جانا۔ اگر تم یہ دیکھو کہ ہم غالب آگئے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ جانا۔ اور اگر تم دیکھو کہ مشرکین ہم پر غالب آگئے ہیں تو تم ہماری مدد کے لئے آنا۔"[17]

ان کے دل میں دنیا کی رغبت اور مال کی رغبت پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اس نافرمانی کی بناء پر ان کی فتح کو شکست میں بدل دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "منکم من یرید الدنیا" اس فرمان باری تعالیٰ کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "اس آیت کے نازل ہونے سے قبل یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ہم میں کوئی دنیا کا طالب بھی ہے۔"[18]

معاملات کا اختیار اللہ کے ہاتھ میں

دوران جنگ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی زخم آیا اور آپ ﷺ کا دندان مبارک بھی شہید ہوا۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:"**لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ**"۔[19] اے پیغمبر! اس کام میں تمہارا کچھ اختیار نہیں اب دو صورتیں ہیں یا خدا انکے حال پر مہربانی کرے یا انہیں عذاب دے کہ یہ ظالم لوگ ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام احمد نے روایت کیا ہے جب جنگ احد میں آپ ﷺ زخمی ہوئے تو کہا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی، جس نے اپنے نبی ساتھ ایسا کیا، تو یہ آیت اتری۔[20] علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ "حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر شدید غضب ناک ہوتا ہے جس شخص کو نبی اللہ کے راستہ میں قتل کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس قوم پر شدید غضب ناک ہوتا ہے جو نبی کا چہرہ خون آلود کر دے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ، رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون کا بہنا کم ہونے کے بجائے اور زیادہ ہو رہا ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے

ایک چٹائی کا ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اس کی راکھ کو زخم کے اوپر رکھا، تو خون رک گیا۔ اس دن آپ کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دائیں جانب کا نچلا دانت ٹوٹ گیا تھا اور آپ کا سر زخمی ہو گیا۔ اور خود آپ ﷺ کے سر پر ٹوٹ گیا تھا۔"[21]

جنگ احد میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر سکینت نازل فرمائی اور ان پر اونگھ کی کیفیت بھی طاری ہوئی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: "ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا۔"[22] پھر خدا نے غم ورنج کے بعد تم پر تسلی یعنی نیند نازل فرمائی۔ حافظ عبد السلام بھٹوی لکھتے ہیں کہ "حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پر اونگھ چھا گئی۔ جب کہ ہم احد کے دن اپنی صفوں میں کھڑے تھے۔ حالت یہ تھی کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی۔ میں اسے اٹھالیتا تھا، وہ پھر گر جاتی تھی اور میں اسے پھر اٹھالیتا تھا۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "میں نے احد کے دن اپنا سر بلند کیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اونگھ کی وجہ سے اپنے سر کو ڈھال کے نیچے جھکائے ہوئے ہے۔"[23]

احد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ پر صحابہ ؓ کرام کی جانثاری

احد کے میدان میں دشمن نے جب پلٹ کر حملہ کیا اور مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف تھے تو اللہ کے رسول ﷺ پر مشرکین نے ہجوم کیا۔ اس وقت بعض صحابہ ؓ کرام نے آپ ﷺ پر جانثاری کا مظاہرہ کیا اور دشمن کے وار سے آپ ﷺ کو بچایا۔ جبکہ بعض میدان جنگ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اس بابت ارشاد باری تعالی ہے: "إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا لَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔"[24] تم میں سے جن لوگوں نے اس دن پیٹھ دکھائی جس دن دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔ یہ لوگ اپنے بعض کرتوتوں کے باعث شیطان کے پھسلانے پر آ گئے۔ لیکن یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور تحمل والا ہے۔

مفسر عبد الرحمان کیلانی آثار صحابہؓ کے ذریعہ سے اس جانثاری کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں مسلمانوں کو جو وقتی شکست ہوئی اس میں بعض مخلص مسلمانوں کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ بالخصوص جبکہ نبی ﷺ کے شہید ہونے کی خبر عام ہوئی کئی صحابہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اوسان خطا ہو گئے۔ اس کی وجہ نبی ﷺ کی نافرمانی تھی کہ تیر اندازوں نے درہ کو چھوڑ دیا۔ اور جنھوں نے راہ فرار اختیار کیا وہ شیطان کی طرف سے اغواء تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس صرف تیرہ یا چودہ آدمی رہ گئے۔ جن میں عشرہ مبشرہ شامل تھے۔ جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے راہ فرار اختیار کی۔ اللہ تعالی نے ان کے اس فعل کو معاف فرما دیا۔ اسی لئے کچھ حضرات ان پر طعن کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی طرف سے بہکاوا تھا۔ ایمان کی کمزوری کی بناء پر نہ تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا دفاع فرماتے رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اسی طرح حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا دفاع کیا اور تیر دشمنوں کی طرف برسائے۔ اور دشمنوں کے تیر اپنے ہاتھوں سے روکے۔ جس سے ان کا ہاتھ شل ہو گیا۔"[25]

سید احمد حسن دہلوی صحابہؓ کرام کی شہادت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "احد کے چند شہداء ایسے ہیں جن کا قصہ قابل ذکر ہے ان میں ایک سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کی لڑائی میں ایک کافر شخص طعمہ بن عدی کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس عداوت سے اس طعمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے اپنے وحشی سے یہ کہہ رکھا تھا کہ کسی لڑائی میں موقع پا کر اگر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالے گا تو تجھ کو آزاد کر دوں گا ۔اس وحشی نے جنگ احد میں ایک پتھر کی آڑ سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے برچھا مار دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ شہید ہو جانے کے بعد ہندہ ابو سفیان کی بی بی، یزید کی دادی نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا۔ اور جب اس کو نگل نہ سکی تو تھوک دیا۔ احد کے ستر شہیدوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ستر مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھی اور سید الشہداء کا خطاب دیا۔"[26]

جنگ کی آرزو کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے قتال کو جائز قرار دیا ہے اور ضرورت پڑنے پر اسے فرض بھی قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ امن و سلامتی کا درس دیتے ہیں اور دشمن سے مڈبھیڑ ہونے کی خواہش کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اس لئے کہ اس وقت استقامت قدم بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

"وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ۔"[27]

اور تم موت کے آنے سے پہلے اس کی تمنا کیا کرتے تھے، سو تم نے اس کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اس آیت کریمہ کی وضاحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر سے مزید یوں ہوتی ہے کہ "تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو صحابہؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ وہ آرزو کیا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی ویسا دن دکھائے۔ جب اللہ تعالی نے احد کا دن دکھایا اور تیر اندازوں کے گھاٹی چھوڑ دینے کے سبب سے جس کا ذکر اوپر گزرا مسلمانوں کو شکست ہو گئی تو اکثر وہ آرزو کرنے والے لوگ ثابت قدم نہ رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تنبیہ میں یہ آیت نازل فرمائی۔"[28]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ انہوں نے کہا میں پہلے جہاد میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر اب اللہ نے مجھے نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو دکھا دے گا کہ میں کس قدر کوشش کرتا ہوں۔ جب جنگ احد میں مقابلہ ہوا تو مسلمان شکست کھا گئے۔ حضرت نضر رضی اللہ عنہ تلوار لے کے آگے بڑھے، تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد! کہا

جارہے ہو؟ مجھے تو احد کے پاس سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔وہ کفار سے قتال کرتے رہے حتیٰ کہ قتل کر دیے گئے۔ان کی لاش پر اس قدر زخم تھے کہ ان کی بہن کے سوا ان کو کوئی نہ پہچان سکا۔ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں اور تل سے پہچانا تھا۔ان کے جسم پر ستر سے زیادہ نیزوں اور تیروں کے زخم تھے۔"[29]

حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا قول

نبی اکرم ﷺ اپنے شہداء کو احد کے میدان میں دفن کر کے اور پھر زخمیوں کو لے کر مدینہ کی بستی میں پہنچے تو کسی نے خبر دی کہ حمراء الاسد کے مقام پر ابو سفیان اپنے لشکر کو دوبارہ ترتیب دے رہا ہے تاکہ ایک بار پھر فیصلہ کن حملہ مدینہ پر کیا جائے۔ آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اور صحابہؓ کرام نے اللہ پر توکل کیا اور اسے کارساز بناتے ہوئے دوبارہ جنگ کے لئے تیاری شروع کر دی۔اسی موقع پر آیت کریمہ نازل ہوئی:

"الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔"[30]

جب ان سے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ کفار نے تمہارے مقابلے کے لئے لشکر کثیر جمع کیا ہے تو ان سے ڈرو۔ تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔اور کہنے لگے ہم کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ یہ حمراء الاسد کے حوالے سے نازل ہوئی۔ حافظ عبد السلام بھٹوی لکھتے ہیں کہ "عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا:"اے میرے بھانجے! تیرے دونوں باپ زبیر (والد) اور ابو بکر (نانا) بھی ان میں شامل تھے۔جب رسول اللہ ﷺ کو احد میں وہ تکالیف پہنچیں اور مشرکین واپس چلے گئے تو آپ نے خوف محسوس کیا کہ وہ پلٹ نہ آئیں تو فرمایا:"ان کے پیچھے کون جائے گا؟"تو ان میں ستر آدمیوں نے لبیک کہا، ان میں ابو بکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔"[31]

غزوہ احزاب

غزوہ بدر اور غزوہ احد کے بعد مشرکین مکہ نے عرب قبائل کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر دھاوا بولنا چاہا کہ ایک ہی دفعہ مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔اس کے لئے انہوں نے مدینہ کے یہودیوں کو بھی ساتھ ملا لیا۔اور یوں ایک بڑی جماعت مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔اور یہ بات طے ہوئی کہ اتنی بڑی جمعیت سے کھلے میدان میں لڑنا مناسب نہیں۔اس لئے مدینہ کے دفاع کے لئے خندق کھودی جائے۔اس بناء پر اس غزوہ کو غزوہ خندق کہتے ہیں۔ یہ غزوہ ہجرت کے پانچویں سال پیش آیا۔اس کا سبب حقیقت میں یہود تھے جو قریش مکہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ مدینہ پر چڑھائی کریں۔ مشرکین مکہ چونکہ مسلمانوں سے نبرد آزما ہو کر زخم کھا چکے تھے۔اس لئے انہوں سے پس و پیش سے کام لیا مگر یہودیوں کے وفد نے ان کو ابھارا اور اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔[32]

اس کی مکمل وضاحت اردو تفاسیر میں آثار صحابہ کے ذریعے سے موجود ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:"إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا"۔[33] مومنو! خدا کی اُس مہربانی کو یاد کرو جو اُس نے تم پر اُس وقت کی جب فوجیں تم پر حملہ کرنے کو آئیں۔ تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر نازل کئے جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔ مشرکین عرب کے قبائل اور یہود نے مل کر مدینہ پر حملہ کرنے کی سازش کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا دفاع فرمایا اور مدینہ کے ایک طرف خندق کھودی جہاں سے دشمن کے حملے کا ڈر تھا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آپ ﷺ نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا اسلئے یہ غزوہ غزوہ خندق کہلایا۔ "[34] غزوہ خندق میں نبی ﷺ کو سختی اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "بہت سے غزوات، غزوہ مریسیع، خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہی ہوں۔ آپ ﷺ پر کسی غزوہ میں ایسی شدت اور مشقت نہیں ہوئی، جیسی غزوۂ خندق میں پیش آئی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو زخم بھی بہت لگے، سردی کی شدت سے بھی تکلیف اٹھائی اس کے ساتھ کھانے پینے کی ضروریات میں بھی تنگی تھی۔"[35]

نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سیاسی چال اور اتحادی گروپ میں پھوٹ

ایک صورت یہ بنی کہ بنو غطفان کا ایک رئیس نعیم بن مسعود اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسلام لایا۔ اور اس بات کا علم نہ قریش کو ہو سکا اور نہ ہی یہود کو۔ دونوں اسے اپنا اتحادی سمجھتے تھے۔ نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ میں ان حالات میں آپ کی اور اسلام کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے ذمے قریش اور یہود میں پھوٹ دالنے کی ڈیوٹی لگائی۔ نعیم رضی اللہ عنہ بڑے علقمند آدمی تھے۔ ان کو ایک ترکیب سوجھی وہ پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ دیکھو جنگ میں اتحادیوں کو ناکامی ہوئی تو قریش اپنے گھروں میں چلے جائیں گے۔ مگر تم مسلمانوں کے اندر بیٹھے ہو۔ وہ تمہارا بھرکس نکال دیں گے۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ تم قریش سے بطور ضمانت دس آدمیوں کا مطالبہ کرو۔ یہود اس بات پر راضی ہو گئے۔ اس کے بعد وہ ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ یہود تم سے بد ظن ہو چکے ہیں اور وہ تم سے بطور یرغمال دس آدمیوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جنہیں وہ کسی بھی وقت مسلمانوں کے حوالے کر کے جنگ کا پانسا پلٹ سکتے ہیں۔ ابوسفیان کے دل میں یہ بات بھی بیٹھ گئی۔ ابوسفیان نے یہود کو مشترکہ حملے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے دس آدمیوں کا مطالبہ کیا۔ اس طرح یہ دونوں فریق پھوٹ کا شکار ہوئے۔"[36]

حواری رسول زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا قصہ

"حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو دشمن کی خبر لانے کے لئے تیار کیا گیا۔ ان حالات میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کون ہے جو دشمن کی خبر لائے؟ مگر سخت ٹھنڈی آندھی کے باعث کسی میں ہمت نہ

پڑی۔ آخر سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے خود کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہی سوال فرمایاتو بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ میں جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے سہ بار بھی یہی فرمایاتو پھر بھی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہی کھڑے ہوئے۔ اس طرح آپ لشکر کفار کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھ سردی محسوس نہ ہوئی اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی و پیغمبر کا ایک حواری ہوتا اور میرا حواری زبیر ہے۔[37]

خلاصہ بحث: مذکورہ بالا تفسیری اقوال اور آثار صحابہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ دیگر قرآنی موضوعات کی طرح غزوات و سرایاسے متعلق آیات قرآنیہ کی تشریح کے لیے آثار صحابہ کی اہمیت مسلمہ ہے۔ اور آثار صحابہ سے ایسے تفسیری عقدے حل ہوتے ہیں جو کہ بصورت دیگر حل طلب حالت میں ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ لہذا قرآنی آیات کی توضیح اور تشریح کے لیے آثار صحابہ کی قطعی حیثیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ الحج، 39:22

Al Hajj,22:39

2 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، **تفسیر القرآن العظیم**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1409) 430:01

Ibn e Kasir, Ismail bin Umar**, Tafseer ul Quran al Azeem**, (Dar ul Kutub Al Ilmia, Bairut,1409)01:430

3 الانفال، 5:8

Al Anfal,8:5

4 سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، (فریدیہ کتب خانہ، لاہور، 2009) 36:11

Saeedi, Ghulam Rasool, **Tibyan ul Quran** (Faridia Kutub Khana, Lahore,2009)11:36

5 بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر القرآن الکریم**، (دار الاندلس، لاہور، 2019) 726:01

Bhutvi, Abdul Salam, **Tafseer ul Quran il Kareem** (Dar ul Andlus, Lahore, 2019)01:726

6 سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، (فریدیہ کتب خانہ، لاہور، 2009) 557:04

Saeedi, Ghulam Rasool, **Tibyan ul Quran** (Faridia Kutub Khana, Lahore,2009)04:557

7 الانفال، 12:8

Al Anfal,8:12

8 دہلوی، سید احمد حسن، **احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ، لاہور، 2016) 359:2

Dehlavi, Syed Ahmad Hassan, **Ahsan u Tafaseer** (Al Makatab Al Salafia, Lahore,2016) 2:359

9 عثمانی، مفتی شفیع، **معارف القرآن**(مکتبہ معارف القرآن، کراچی،1998)04:257

Usmani, Mufti Shafi, **Maarif ul Quran** (Maktaba Maarif ul Quran, Karachi,1998)04:257

10 الانفال،67:8

Al Anfal,8:67

11 دہلوی، سید احمد حسن، **احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ، لاہور،2016)402:2

Dehlavi, Syed Ahmad Hassan, **Ahsan u Tafaseer** (Al Makatab Al Salafia, Lahore,2016) 2:402

12 آل عمران،12:03

Aal e Imran,03:12

13 سلفی، محمد لقمان، **تیسیر الرحمان**(دار الداعی پبلشرز، ریاض، سعودی عرب،2001)167

Salafi, Muhammad Luqman, **Taiseer u Rehman**(Dar ul Dai Publishers, Riaz, Saudi Arabia) 167

14 الانفال،36:8

Al Anfal,8:36

15 آل عمران،121:03

Aal e Imran,03:121

16 دہلوی، سید احمد حسن، **احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ، لاہور،2016)266:01

Dehlavi, Syed Ahmad Hassan, **Ahsan u Tafaseer** (Al Makatab Al Salafia, Lahore,2016) 01:266

17 سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**،(فریدیہ کتب خانہ، لاہور،2009)337:02

Saeedi, Ghulam Rasool, **Tibyan ul Quran** (Faridia Kutub Khana, Lahore,2009)02:337

18 کاندھلوی، محمد ادریس، **معارف القرآن**(مکتبہ المعارف، سندھ،1422ھ)69:02

Kandhalavi, Muhammad Idrees, **Maarif ul Quran**(Maktabah al Maarif,Sindh,1422H)02:69

19 آل عمران،128:3

Aal e Imran,3:128

20 سلفی، محمد لقمان، **تیسیر الرحمان**(دار الداعی پبلشرز، ریاض، سعودی عرب،2001)206

Salafi, Muhammad Luqman, **Taiseer u Rehman**(Dar ul Dai Publishers, Riaz, Saudi Arabia)206

21 سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**،(فریدیہ کتب خانہ، لاہور،2009)340:02

Saeedi, Ghulam Rasool, **Tibyan ul Quran** (Faridia Kutub Khana, Lahore,2009)02:340

22 آل عمران،154:3

Aal e Imran,3:154

23 بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر القرآن الکریم**،(دارالاندلس، لاہور،2019)309:01

Bhutvi, Abdul Salam, **Tafseer ul Quran il Kareem** (Dar ul Andlus ,Lahore, 2019)01:309

[24] آل عمران،155:3

Aal e Imran,3:155

[25] کیلانی،عبد الرحمن، **تیسیر القرآن**(مکتبہ رحمانیہ،لاہور،2003)321:01

Kailani, Abd u Rehman, **Taiseer ul Quran**(Maktabah Rahmania,Lahore,2003)01:321

[26] دہلوی،سید احمد حسن،**احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ،لاہور،2016)281:01

Dehlavi, Syed Ahmad Hassan, **Ahsan u Tafaseer** (Al Makatab Al Salafia, Lahore,2016) 01:281

[27] آل عمران،143:3

Aal e Imran,3:143

[28] دہلوی،سید احمد حسن،**احسن التفاسیر** (المکتبہ السلفیہ،لاہور،2016)273:01

Dehlavi, Syed Ahmad Hassan, **Ahsan u Tafaseer** (Al Makatab Al Salafia, Lahore,2016) 01:273

[29] سعیدی،غلام رسول، **تبیان القرآن**،(فریدیہ کتب خانہ،لاہور،2009)387:02

Saeedi, Ghulam Rasool, **Tibyan ul Quran** (Faridia Kutub Khana, Lahore,2009)02:387

[30] آل عمران،173:3

Aal e Imran,3:173

[31] بھٹوی،عبد السلام، **تفسیر القرآن الکریم**،(دارالاندلس،لاہور،2019)320:01

Bhutvi, Abdul Salam, **Tafseer ul Quran il Kareem** (Dar ul Andlus, Lahore, 2019)01:320

[32] ندوی،ابوالحسن، **السیرۃ النبویہ** (دار ابن کثیر،دمشق،1425ھ)345

Nadavi, Abul Hassan, **Al Seerat u Nabavia** (Dar Ibn e Kaseer, Damascus,1425H) 345

[33] الاحزاب،9:33

Al Ahzab,33:9

[34] کاندھلوی، محمد ادریس، **معارف القرآن**(مکتبہ المعارف،سندھ،1422ھ)236:06

Kandhalavi, Muhammad Idrees, **Maarif ul Quran**(Maktabah al Maarif,Sindh,1422H)06:236

[35] عثمانی، مفتی شفیع، **معارف القرآن**(مکتبہ معارف القرآن، کراچی،1998)112:07

Usmani, Mufti Shafi, **Maarif ul Quran** (Maktaba Maarif ul Quran, Karachi,1998)07:112

[36] کیلانی،عبد الرحمن، **تیسیر القرآن**(مکتبہ رحمانیہ،لاہور،2003)565:03

Kailani, Abd u Rehman, **Taiseer ul Quran** (Maktabah Rahmania, Lahore,2003)03:565

[37] ایضا،ص566

Ibid, p566